OPEN ACCESS: "*EPISTEMOLOGY*"
eISSN: 2663-5828;pISSN: 2519-6480
Vol.11 Issue 12 December 2022

”قادیانیت: نبوت محمدی کے خلاف بغاوت“ کا تجزیاتی مطالعہ

AN ANALYTICAL STUDY OF '' QADYANIAT: A REBILION AGAINST THE PROPHETHOOD OF HOLY PROPHET: MUHAMMAD PBUH''

Muhammad Aslam Mughal
Ph. D. Scholar, Department of Islamic Studies, University of Gujrat, Gujrat. Pakistan.

Dr. Nadeem Abbas
Lecturer, Department of Islamic Studies, University of Gujrat, Gujrat. Pakistan.

Abstract: There is no doubt in fact that there have been many prophets in history; In fact, for every age and every nation of the world, there was a Prophet sent by Allah, to guide the people on the right path. Prophet Muhammad (PBUH) was the greatest and the last prophet of Allah. This is the known fact among Ummah that there will be no prophet after him. But many a false and liars claimed to be the prophet of Allah after the finality of our Holy Prophet, Muhammad PBUH. Upon their false clamation, many a Muslim scholars addressed them and the Ummah about their false hood. Among them is Hakeem Mahmood Ahmed Zafar. He is a known scholar of Islam. He is also a famous Historian and expert in Seerah. He wrote a book about Qadianiat and proved that is no more a Fitna in Ummah and promotes only falsehood and negativity. Mirza Ghulam Ahmad Qadiani's claim of being the Mahdi and the Promised Messiah and then final Nabi, have been conclusively

proven to be wrong by him, by bringing to light contradiction in his own argument from his books. The particular argument of Mirza Sahib which was claimed to be dazzling like the sun, and according to his followers made his opponents ran way from him like lambs run away from lion, has been proven wrong beyond doubt. Since the fallacy of these claims has been exposed, Mirza Sahib's claim of being a Nabi or a Prophet also automatically becomes bogus. A True Nabi cannot make false claim.The article deals with the iterpretations of Hakeem Mahmood about Qadianiat. It explains the style, authenticity and reality of the Book: '' Qadyaniat: A rebilion against the Prophethood of Holy Prophet: Muhammad PBUH''..

Keywords:- Qadianiat, Mirza Ghulam Ahmad Qadiani, A Rebilion Against the Prophethood of Holy Prophet: Muhammad PBUH.

حکیم محمود احمد ظفر نے قادیانیت کے حوالے سے اپنے خیالات و نظریات بیان کرنے کے لیے یہ کتاب تالیف کی ہے۔ حکیم محمود نے اس کتاب میں مرزا غلام احمد قادیانی جو کے مدعی نبوت تھے، کے بارے میں اپنے تاثرات بیان کیے ہیں۔ نیز انہوں نے اس کتاب میں مرزا قادیانی کے اسلام، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور نبوت کے حوالے سے بولے گئے جھوٹوں کو بیان کیا ہے اور ان کا تنقیدی جائزہ لیا ہے۔ ذیل میں اس کتاب کا تجزیہ پیش ہے:

ٹائٹل اور سن اشاعت

مصنف نے اس کا نام "قادیانیت: نبوت محمدی کے خلاف بغاوت" رکھا ہے۔ یہ کتاب دار النوادر، الحمد مارکیٹ لاہور سے سن ۲۰۱۲ء میں شائع ہوئی ہے۔

سبب تالیف

اس کتاب کو لکھنے کا سبب مصنف نے خود بیان کیا ہے کہ انہیں یہ کتاب لکھنے کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ در حقیقت حکیم محمود جرمنی میں رہائش پذیر ہیں اور وہاں انہیں احساس ہوا کہ قادیانیت سادہ لوح مسلمانوں کو کس انداز میں بے وقوف بنا رہی ہے تو انہوں نے اس کتاب کو تالیف کرنے کا ارادہ کیا۔ آپ خود ہی لکھتے ہیں: "قادیانیت ایک اسلامی فرقہ ہے جیسے نفی، شافعی، اور مالکی وغیرہ فرقے ہیں۔ ہم بھی وہی کلمہ پڑھتے ہیں جو مسلمان پڑھتے ہیں لہذا ہم بھی مسلمان ہیں۔ مرزا صاحب ایک ملی اور بروزی نبی ہیں اور دو مسیح موعود اور مہدی معہود میں جن کا احادیث میں ذکر آیا ہے۔۔۔۔ان کا یہ

کہنا کہ ہم وہی کلمہ پڑھتے ہیں جو مسلمان پڑھتے ہیں تو محمد رسول اللہ سے ان کی مراد سرکار دوعالم سی یتیم کی ذات گرامی نہیں ہوتی بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی مراد ہوتے ہیں۔'[1]

حکیم محمود احمد کہتے ہیں کہ قادیانی عقائد اور تعلیمات سے عام مسلمانوں کو آشنا کرنے کے لیے یہ کتاب لکھی گئی ہے، امید ہے کہ مسلمان اس کتاب کو پڑھ کر قادیانی مذہب سے بخوبی آشنا ہوں گے۔ کیونکہ اس میں ہم نے مسئلہ ختم نبوت، قرآن و حدیث اور اجماع کی روشنی میں بیان کرکے بعد میں مرزا غلام احمد کی کتابوں اور قادیانی اخبارات اور جریدوں اور مرزا بشیر الدین محمود خلیفہ کمانی اور مرزا غلام احمد کے منجھلے لڑکے بشیر احمد کی کتابوں کے حوالہ جات سے بتایا ہے کہ اسلام اور قادیانیت کا آپس میں کوئی تعلق نہیں اور نہ صرف ان کے اعتقادات مسلمانوں سے الگ ہیں۔ بلکہ بقول قادیانی آرگن "الفضل" کے: ہم ہر بات میں مسلمانوں سے الگ ہیں، اللہ، رسول، قرآن، نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ ان سب مسائل میں ہمارا اور مسلمانوں کا بنیادی اختلاف ہے۔[2]

کتاب کا اسلوب و منہج

حکیم محمود احمد ظفر کی قادیانیت کے بارے میں یہ کتاب تحقیق کے اعلیٰ معیار پر مبنی ہے۔ حکیم محمود نے اس کتاب میں مختلف کتب، اخبارات، رسائل اور جرائد کی روشنی میں مرزا غلام احمد قادیانی کے بارے میں مواد اکٹھا کیا ہے اور اس کا تجزیہ کیا ہے۔ کتاب کا اسلوب و منہج حسب ذیل ہے۔ یہ کتاب ۱۹ ابواب پر مشتمل ہے۔

ا۔ انداز تحریر

مصنف کا انداز تحریر سلیس اور سادہ ہے۔ ہر سطر روانی کا تسلسل ہے۔ قاری اس کتاب کو پڑھتے ہوئے کسی قسم کی اکتاہٹ محسوس نہیں کرتا۔ الفاظ اور زبان اتنی سادہ ہے کہ کسی قسم کی ڈکشنری کی بھی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ مثلا ایک مقام پر مرزا قادیانی نے نبوت کے ثبوت کے طور پر دعویٰ کیا ہے ان کی پیش گوئی کے مطابق زلزلے آتے ہیں۔[3]

اس کے جواب میں حکیم محمود احمد نے بہت سادہ اور آسان الفاظ میں یوں جواب دیا ہے:

"ملاحظہ فرمایئے کہ سان فرانسکو اور فارموسا کے زلزلوں کا مرزا صاحب سے کیا تعلق؟ پھر جو پیشگوئی کی اس میں یہ نہیں بتایا کہ یہ زلزلے کب آئیں گے؟ یہ تو حدیث میں بھی ہے کہ قرب

قیامت میں بہت زلزلے آئیں گے۔اب اگر مرزا صاحب نے یہ کہہ دیا کہ زمین پر زارلے آئیں یا دنیا میں زارلے آئیں گے تو یہ کسی پیشگوئی ہوئی؟"[4]

اسی طرح پوری کتاب میں سادہ اور آسان الفاظ میں گفتگو کی گئی ہے۔

۲۔ تحقیقی انداز بیان

کتاب میں مصنف کا انداز بیان تحقیقی ہے۔مصنف نے ہر بات اور مرزا غلام احمد کے ہر دعوی کا تحقیق اور دلائل سے جواب دیا ہے۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کو نفس موضوع پر بہت گرفت حاصل ہے۔اپنی ایک کتاب میں مرزا بشیر الدین محمود نے دعوی کیا ہے کہ قادیان سرطان سے محفوظ ہے اور اس مقام کو سرطان چھو بھی نہیں سکتا۔"[5]

حکیم محمود اس پر اپنی تحقیق یوں پیش کرتے ہیں کہ "ملاحظہ فرمائیں کہ ایک طرف یہ پیشین گوئی کی کہ قادیان طاعون سے محفوظ ہے کیونکہ مجھ سے خدائی وعدہ ہے۔لیکن جب قادیانی بھی قادیان میں طاعون سے مرنے لگے تو کہا یہ طاعون ان کے لیے رحمت ہے اور ان کے مرنے سے جماعت میں برکت ہو گی ۔"[6]

ان اقتباسات کو ذکر کرنے کے بعد حکیم محمود اپنا تبصرہ کرتے ہوئے یوں لکھتے ہیں کہ "یہ بھی غلط بیانی کی کہ اللہ تعالی نے قادیان کو طاعون سے محفوظ فرمایا ہے لیکن مرزا صاحب کا اس بارے میں اپنا کوئی پختہ ایمان نہیں تھا کہ طاعون نہیں آئے گی چنانچہ طاعون کو قادیان میں روکنے کے لیے ہر وہ کام کیا جو عام لوگ بلکہ خدا پر توکل اور بھروسہ نہ رکھنے والے لوگ کرتے ہیں۔"[7]

ایک طرف تو حکیم محمود نے مرزا بشیر الدین کے دعوی کی تردید انہی کی کتاب سے تلاش کر کے سامنے رکھ دی ہے اور دوسری طرف یہ ثابت کیا ہے کہ قادیانیوں کے قول و فعل میں بھی تضاد پایا جاتا ہے۔وہ زبان سے اللہ تعالیٰ پر توکل کا اظہار کرتے ہیں لیکن حقیقت میں ان کے اندر اللہ پر بھروسہ نہیں ہے۔

اس کے علاوہ بھی کئی مقامات پر مصنف نے تحقیق سے مرزا قادیانی کے دعووں کو ان کے اقوال کی روشنی میں ہی رد کیا ہے۔کتاب کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حکیم محمود احمد ظفر کو نفس موضوع پر گرفت حاصل ہے اور وہ قادیانیت کے رد میں دلائل و براہین سے بخوبی آگاہ ہیں۔

۳۔ طوالت سے گریز

حکیم محمود احمد ظفر نے اپنی اس کتاب میں بے جا طوالت سے پرہیز کیا ہے۔ مصنف نے مختصر مگر جامع انداز میں نفس مضمون پیش کیا ہے۔ مصنف کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ زیر بحث نکتہ کے حوالے سے مطلوبہ مواد ہی جمع کرتے ہیں۔ وہ بے پر کی اڑانے اور موضوع سے ہٹ کر کتاب کا پیٹ بھرنے کا اہتمام نہیں کرتے۔ ان کی کتاب کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے کئی طویل اور تفصیل طلب عبارتوں کو انتہائی اختصار کے ساتھ لکھا ہے۔

مثال کے طور ایک مقام پر مرزا قادیانی نے یوں لکھا ہے کہ

"میں وہ شخص ہوں جس کے ہاتھ پر صد ہا نشان ظاہر ہوئے۔"[8]

اس کے جواب میں بجائے لمبی چوڑی تفصیلات ذکر کرنے کے مصنف نے صرف اتنا لکھنا کافی سمجھا ہے کہ

"پھر اسی کتاب کے اسی صفحہ میں 'صد ہا نشان" کو 'دولاکھ' بنا ڈالا۔ پھر اسی کتاب کے صفحہ ۱۴۱ پر 'دس لاکھ' لکھ دیا۔ یہ بھی صریحاً کذب بیانی ہے۔"[9]

۴۔ اصل مصادر سے حوالہ جات کا تذکرہ

حکیم محمود احمد ظفر نے اپنی اس کتاب میں باقی کتب کی مانند اصل مصادر سے رجوع کیا ہے۔ اسلامی اور قادیانی دونوں طرح کے مصادر علمی سے استفادہ کے لیے اصل کتابوں سے حوالہ جات نقل کیے ہیں۔ جیسا کہ مصنف نے خود ہی لکھا ہے کہ

"کیونکہ اس میں ہم نے مسئلہ ختم نبوت، قرآن و حدیث اور اجماع کی روشنی میں بیان کرکے بعد میں مرزا غلام احمد کی کتابوں اور قادیانی اخبارات اور جریدوں اور مرزا بشیر الدین محمود خلیفہ کافی اور مرزا غلام احمد کے منجھلے لڑکے بشیر احمد کی کتابوں کے حوالہ جات سے بتایا ہے کہ اسلام اور قادیانیت کا آپس میں کوئی تعلق نہیں اور نہ صرف ان کے اعتقادات مسلمانوں سے الگ ہیں۔"[10]

اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کو قادیانیت پر گہرا عبور حاصل ہے۔ نیز انہوں نے قادیانی مصادر پر بھی عبور حاصل کر رکھا ہے۔ اسی وجہ سے ان کی کتاب تحقیق کے اعلی معیار کی ضامن محسوس ہوتی ہے۔

ابواب کی تقسیم اوران کا علمی معیار

جیسا کہ اوپر مذکور ہوا کہ مصنف نے اس کتاب کو ۹ ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ ذیل میں ان ابواب کے علمی مواد کا تجزیہ کیا گیا ہے:

باب اول: ختم نبوت کی اہمیت

اس باب میں مصنف نے ختم نبوت کے حوالے سے مندرجات ذکر کرتے ہوئے قرآن وسنت کی روشنی میں ختم نبوت کا تذکرہ کیا ہے۔ مصنف کے نزدیک ختم نبوت کا اعزاز صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے۔ جیسا کہ قرآن میں ہے:

قُلْ يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا۔[11]

اے لوگو!، میں تم سب کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

مصنف لکھتے ہیں کہ وہ خاتم النبیین کے ساتھ آخر النبیین بھی ہیں۔ نبوت کے سارے کمالات ان پر ختم ہیں۔[12]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا یہ مسئلہ صرف قرآن ہی سے ثابت نہیں بلکہ احادیث متواترا اور اجماع امت سے بھی ثابت ہے۔ اس وجہ سے اس مسئلہ کا منکر کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ حکیم محمد احمد نے اپنے دعوی کی تصدیق کے لیے علامہ آلوسی سے استفادہ کیا ہے۔

حکیم محمود نے ختم نبوت کے اثبات کے لیے قرآن مجید کی کئی آیات[13] ذکر کی ہیں اور ان کی روشنی میں ثابت کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے۔ سب سے پہلی آیت جو انہوں نے ذکر کی ہے، وہ یہ ہے: حکیم محمود احمد اس حوالے سے اپنی رائے کا اظہار یوں کرتے ہیں کہ گویا بتا یا یہ ہے کہ محمد سلام باعتبار زمانہ، باعتبار مرتبہ اور باعتبار مکان خاتم نہیں ہیں۔ جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا ایسے ہی تمام مدارج و مراتب نبوت کے سلسلے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئے ہیں۔ لہذا اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کی گنجائش نہیں اور نہ اس کے آنے کی ضرورت ہے۔ لغت کے اعتبار سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ اب تمام مدارج نبوت آپ کام پر ختم ہو گئے، اب نبوت تمام ہو گئی۔ لہذا کسی نبی کے آنے کی اب کوئی ضرورت نہیں۔[14]

حکیم محمود احمد ظفر نے قرآن مجید کی آیات کے ساتھ ساتھ مفسرین کرام کے اقوال اور کتب لغت سے بھی استفادہ کیا ہے۔ "قرآن کریم خاتم النبیین کے بعد کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا۔ خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا، کیونکہ رسول کو علم بتوسط جبریل ملتا ہے اور باب نزول جبرائیل بہ پیرائیہ وحی رسالت مسدود ہے۔ اور یہ باب خود ممتنع ہے کہ دنیا میں تو رسول آوے مگر سلسلۂ وحی رسالت نہ ہو۔"[15]

حکیم محمود احمد ظفر لکھتے ہیں کہ ابتداء میں مرزا قادیانی خود بھی اس الزام کی تردید کیا کرتے تھے کہ وہ مدعیٔ نبوت ہیں۔ جیسا کہ انہوں نے اشتہار نام کے ایک رسالہ میں لکھا تھا کہ "میں اظہار للحق عام و خاص اور تمام بزرگوں کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ یہ الزام سراسر افتراء ہے۔ میں نہ نبوت کا مدعی ہوں اور نہ معجزات اور ملائکہ اور لیلۃالقدر وغیرہ کا منکر۔ بلکہ میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ اہل سنت و جماعۃ کا عقیدہ ہے۔"[16] اپنے ۸ دسمبر ۱۸۹۱ کے اشتہار[17] میں بھی یہی لکھا۔

ختم نبوت کے حوالے سے قرآن مجید سے استدلال کرنے کے بعد حکیم محمود احمد نے احادیث کی روشنی میں ختم نبوت کی اہمیت واضح کی ہے۔ آپ نے کتب احادیث سے مستند روایت پیش کی ہیں اور ثابت کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی آخری نبی ہیں۔ حکیم محمود نے احادیث کی روشنی میں ختم نبوت کا معنی واضح کیا ہے۔

اسی بات میں مصنف نے شبہات کا بھی الزالہ کیا ہے۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حدیث پاک ہے:

ان الرسالة والنبوت قد نلقطعت ولا نبي ولا رسول بعدى ولكن بقيت المبشرات قالوا ما المبشرات قال روياه المسلمين جزء من اجزاء النبوة –[18]

بے شک رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی ہے۔ اب میرے بعد نہ کوئی نہیں مل سکتا ہے اور نہ رسول، لیکن مبشرات باقی رہ گئے ہیں صحابہ کرام جن نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ملا مبشرات کیا ہیں؟ فرمایا مسلمانوں کے خواب جو نبوت کے اجزاء میں سے ایک جز ہیں۔

اس حدیث میں صاف طور پر بتایا گیا ہے کہ نبوت و رسالت یک قلم ختم ہو گئی۔ البتہ ثبوت کی حقیقت کے کچھ اجزاء میں سے ایک جزو (رویاء مسلمین) باقی ہے۔ اس میں الہام، کشف تام وغیرہ داخل ہیں۔ کیونکہ نبوت کے مقابلہ میں یہ سب بہ منزلہ خواب کے ہیں۔ اس حدیث کے بارے میں مغالطہ دیا جاتا ہے کہ نبوت کا چونکہ ایک جزو باقی ہے اس لیے

پوری نبوت باقی ہے۔ان جہلاء کا یہ استدلال نہایت مضحکہ خیز ہے۔کیا وہ بتا سکتے ہیں کہ جزو پر بھی کل کا اطلاق ہوتا ہے۔ شربت کے تین جزء ہیں۔عرق لیموں، چینی اور پانی،اور کیا پانی پر بھی شربت شکنجبین کا اطلاق ہوتا ہے۔؟ا گر جزء پر کل کا اطلاق جائز ہوتا تو لیموں کو شکنجبین کہہ دیتے لیکن نہیں کہتے۔تو جب یہاں وہ جزء پر کل کا اطلاق نہیں کرتے تو جزو نبوت سے کل نبوت پر کیوں کر اطلاق کرتے ہیں۔اسی طرح کیا مرزائیوں نے بھی ایک اینٹ کو مکان کہا ہے حالانکہ اینٹ بھی مکان کا جزو ہوتا ہے۔[19]

باب دوم: فتنۂ قادیانیت کے بانی پر ایک نظر

یہ کتاب کا دوسرا باب ہے جس میں مصنف نے مرزا غلام احمد قادیانی کے حالات زندگی ذکر کیے ہیں۔مصنف کے بقول مرزا غلام احمد قادیانی مغل قوم کی شاخ برلاس سے تعلق رکھتے تھے۔وہ ۱۹۳۹ یا ۱۹۴۰ء میں قادیان ضلع گورداسپور (انڈیا) میں پیدا ہوئے۔

کتاب البریہ میں مرزا صاحب نے اپنا شجرہ نسب یوں بیان کیا ہے: "غلام احمد بن مرزا غلام مرتضی بن مرزا عطاء محمد بن گل محمد بن مرزا فیض محمد بن مرزا محمد قائم بن مرزا محمد اسلم بن مرزا دلاور بن مرزا الہ دین بن مرزا جعفر بیگ بن مرزا محمد بیگ بن مرزا عبدالباقی بن مرزا سلطان بن مرزا ہادی بیگ۔"[20]

حکیم محمود احمد ظفر قادیانی مصادر کے حوالے سے رقمطراز ہیں کہ مرزا صاحب کے بزرگ ہندوستان میں سمرقند سے آئے تھے اور ان کے ساتھ حیثیت اس ملک میں داخل ہوئے،اور اس قصبہ کی جگہ میں جو اس وقت ایک جنگل پڑا ہوا تھا، اور لاہور شہر سے قریبا پچاس کوس کے فاصلہ پر بگوشہ شمال مشرق فروکش ہوئے۔اس جگہ کو انھوں نے آباد کیا اور اور اس کا نام اسلام پور رکھا جو بعد میں اسلام پور قاضی ماجھی کے نام سے مشہور ہوا۔رفتہ رفتہ اسلام کا لفظ لوگوں کو بھول گیا۔اور قاضی ماجھی کی جگہ پر قاضی رہا اور پھر آخر قادی بنا اور پھر بگڑ کر قادیان بن گیا۔[21]

کتاب البریہ میں مرزا قادیانی نے اپنا قبیلہ مغل بتایا ہے جبکہ حکیم محمود احمد ظفر کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کا ایک دعوی یہ بھی رہا ہے کہ وہ مغل نہیں بلکہ فارسی النسل ہیں۔اس کی وجہ وہ حدیث مبارکہ ہے جس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل فارس کے لیے علم بھی خوشخبری سنائی ہے۔مرزا قادیانی نے اس کو اپنے آپ پر لاگو کرنے کے لیے اپنا نسب ہی بدل ڈالا ہے۔کتاب البریہ میں مرزا صاحب لکھتے ہیں: "یاد رہے کہ اس خاکسار کا خاندان بظاہر مغلیہ خاندان ہے۔

کوئی تذکرہ ہمارے خاندان کی تاریخ میں یہ نہیں دیکھا گیا کہ وہ بنی فارس کا خاندان تھا۔ہاں بعض کاغذات میں ایسا دیکھا گیا ہے کہ ہماری بعض دادیاں شریف اور مشہور سادات میں سے تھیں۔اب خدا کے کلام سے معلوم ہوا کہ دراصل ہمارا خاندان فارسی خاندان ہے۔ سو اس پر ہم پورے یقین سے ایمان لاتے ہیں۔ کیونکہ خاندانوں کی حقیقت جیسا اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کسی دوسرے کو معلوم نہیں ہے۔اسی کا علم صحیح اور یقینی ہے۔اور دوسروں کا علم شکی اور ظنی ہے۔"[22]

اس کے علاوہ مرزا غلام احمد قادیانی نے دیگر کئی مقامات پر ایسا اظہار کیا ہے کہ وہ مغل نہیں بلکہ فارسی النسل ہیں۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ مغل خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔

مرزا غلام احمد کے پردادا مرزا گل محمد ایک مشہور رئیس تھے مگر ان کے بیٹے مرزا عطاء محمد سے سکھوں نے ساری جائیدا چھین لی۔البتہ قادیان کا ایک گاؤں ان کے پاس باقی رہ گیا تھا۔البتہ رنجیت سنگھ کے دور میں مرزا غلام مرتضیٰ کو اپنے والد کی چھینی ہوئی جائیداد میں سے کچھ دیہات واپس مل گئے۔ جیسا کہ روحانی خزائن نامی کتاب سے معلوم ہوتا ہے:

"رنجیت سنگھ کے زمانے میں مرزا غلام احمد کے والد مرزا غلام مرتضی قادیان میں واپس آئے اور انھیں اپنے والد کے دیہات میں سے پانچ گاؤں واپس ملے۔ کیونکہ اس عرصہ میں رنجیت سنگھ نے دوسری اکثر چھوٹی چھوٹی ریاستوں کو دبا کر ایک بڑی ریاست بنالی تھی،اس وجہ سے مرزا عطاء محمد کے تمام دیہات بھی رنجیت سنگھ کے قبضہ میں آگئے۔ پھر بھی پانچ گاؤں مرزا غلام مرتضی کو مل گئے۔ چنانچہ خاندان کے پرانے اثر ورسوخ کی وجہ سے اپنے نواح میں مشہور رئیس تھے اور گورنر جنرل کے دربار میں بزمرۂ کرسی نشین رئیسوں کے ہمیشہ بلائے جاتے تھے۔"[23]

حکیم محمود احمد ظفر اس سے متفق دکھائی نہیں دیتے۔ وہ لکھتے ہیں کہ یہ بھی غلط معلوم ہوتی ہے کہ پانچ گاؤں والد صاحب کو واپس مل گئے تھے۔ کیونکہ پانچ گاؤں کا مالک کبھی یہ نہیں چاہے گا کہ اس کا بیٹا ۱۵ روپے ماہوار پر ملازم ہو۔ بلکہ اتنی قلیل تنخواہ پر آپ کا ملازم ہونا اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ گھریلو حالات آپ کے نہایت مخدوش اور ناگفتہ بہ تھے۔اس لیے اس قلیل تنخواہ پر ملازم ہونا آپ نے گوارا کیا۔

مرزا غلام احمد کی تعلیم

جب مرزا غلام احمد قادیانی کی عمر چھ یا سات سال کی ہوئی تو مرزا غلام مرتضیٰ نے ایک فارسی خوان معلم فضل الٰہی کو ملازم رکھ کر اپنے بیٹے کی تعلیم شروع کرائی۔ مولوی فضل الٰہی سے مرزا غلام احمد نے قرآن حکیم اور فاری کی چند

کتابیں پڑھیں۔ جب ان کی عمر ۱۰ سال کی ہوئی تو ایک عربی خوان مولوی فضل احمد کو ان کی تعلیم کے لیے مقرر کیا گیا۔ مولوی فضل احمد ایک دیندار اور بزرگ آدمی تھے اور بہت توجہ اور محنت سے پڑھاتے تھے ان سے مرزا غلام احمد نے صرف کی بعض کتابیں اور کچھ نحو کے قواعد پڑھے۔ مرزا غلام احمد کا کہنا ہے کہ چونکہ میری تعلیم خدا تعالی کے فضل کی ایک ابتدائی تم ریزی تھی اس لیے ان استادوں کے نام کا پہلا لفظ بھی فضل ہی تھا جن سے انھوں نے اپنی ابتدائی تعلیم شروع کی۔[24]

حکیم محمود احمد ظفر نے لکھا ہے کہ مرزا قادیانی کا دنیاوی تعلیم حاصل کرنا ہی اس کے جھوٹے اور کذاب ہونے کی علامت ہے۔ مرزا قادیانی بڑے فخر سے بیان کرتے ہیں کہ ان کے اساتذہ کے ناموں میں فضل آتا ہے۔ لیکن یہی دلیل ان کے کذب کا ثبوت بن گئی ہے۔ حکیم محمود اس پر اپنا تبصرہ یوں تحریر کرتے ہیں: "ہمارا خیال ہے کہ چونکہ مرزا صاحب نے آخر عمر میں دعوی نبوت کرنا تھا اس وجہ سے ان کے کذب کو اجاگر کرنے کے لیے استادوں سے ان کو تعلیم دلوائی گئی۔ وجہ اس کی یہ تھی کہ نبی کا دینی علوم میں کوئی استاد نہیں ہوتا۔ ان کی تعلیم اللہ کی وحی کی روشنی میں ہوتی ہے۔ اور جو دنیا کے استادوں سے علم حاصل کرے وہ نبی نہیں ہوتا۔ اسی وجہ سے سیدنا آدم علی نبینا علیہ الصلوۃ والسلام سے لے کر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک کسی نبی کا دنیا میں کوئی دینی استاد نہیں ہوا۔"[25]

سیالکوٹ میں ملازمت

مرزا بشیر الدین محمود نے مرزا غلام احمد کے ملازمت کرنے کی وجہ بتائی ہے وہ بڑی عجیب معلوم ہوتی ہے۔ مرزا بشیر رقمطراز ہیں: "بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود تمھارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے۔ تو پیچھے پیچھے مرزا امام دین (محمدی بیگم) کے ماموں بھی چلے گئے۔ جب آپ نے پنشن وصول کر لی تو وہ آپ کو پھسلا کر اور دھوکہ دے کر قادیان لانے کے بجائے باہر لے گیا اور ادھر ادھر پھراتا رہا اور جب سارا روپیہ اڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا حضرت مسیح موعود اس شرم سے واپس گھر نہیں آئے اور چونکہ تمھارے دادا کا منشاء رہتا تھا کہ آپ کہیں ملازم ہو جائیں، اس لیے آپ سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہو گئے۔"[26]

حکیم محمود احمد ظفر نے مرزا بشیر الدین کے اس اقتباس پر نقد کرتے ہوئے اسے غلط قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حقیقت نہیں ہے۔ بلکہ حقیقت کی پردہ داری ہے۔ وہ لکھتے ہیں: "نیچے کے جملے قابل غور ہیں کہ مرزا صاحب کی جوانی کی

عمر تھی چچازاد بھائی امام دین بھی جوان تھا سات صد پنشن کی رقم تھی جو آج کے زمانے کے لحاظ سے سات لاکھ سے بھی زائد تھی، پھر شرم کا لفظ قابل غور ہے قادیانی حضرات اس سات صد روپے کا کیا حساب بتائیں گے کہ وہ کن کاموں پر اڑایا گیا اچھے کاموں میں خرچ ہوا تھا تو شرم کیسی؟ اس سے مرزا صاحب کی سیرت و کریکٹر پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ جناب کی جوانی کیسی پاکیزہ تھی۔"[27]

بہرحال کچھ عرصہ بعد والدہ کی وفات پر مرزا غلام احمد ملازمت چھوڑ کر گھر واپس آگئے اور کھیتی باڑی شروع کر دی۔

ذہنی اور جسمانی صحت

حکیم محمود احمد ظفر نے اپنی کتاب کے باب دوم میں مرزا غلام احمد کی ذہنی اور جسمانی حالت کے بارے میں لکھتے ہوئے بتایا ہے کہ مرزا صاحب کی ذہنی حالت بہت مخدوش تھی۔ اس کا ثبوت درج ذیل دو واقعات سے ملتا ہے۔ جلال الدین شمس قادیانی نے بھی اسی قسم کا ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ "ایک دفعہ ایک شخص قادیانی نے بھی بوٹ تحفہ میں پیش کیا۔ آپ نے اس کی خاطر پہن لیا مگر اس کے دائیں بائیں کی شناخت نہ کر سکتے تھے۔ دایاں پاؤں بائیں طرف کے بوٹ میں اور بایاں پاؤں دائیں طرف کے بوٹ میں پہن لیتے۔ اس غلطی سے بچنے کے لیے ایک طرف کے بوٹ پر سیاہی سے نشان لگانا پڑا۔"[28]

جبکہ سیرۃ المہدی میں یہ واقعہ درج ہے کہ "سردیوں میں جرابیں اس طرح پہنتے کہ وہ پیر تک ٹھیک نہ چڑھتی تھیں۔ کبھی تو کسی جراب کا سرا آگے لٹکا رہتا اور کبھی جراب کی ایڑی کی جگہ پیر کی پشت پر آجاتی اور کبھی ایک جراب سیدھی اور دوسری الٹی ہوتی۔ رات سوتے وقت صدری، ٹوپی اور عمامہ وغیرہ اتار کر، بجائے کھونٹی پر لٹکانے کے تکیہ کے نیچے رکھ لیتے اور تمام رات وہ کپڑے سر کے نیچے مسلے جاتے اور صبح کو ان کی ایسی حالت ہوتی کہ انھیں دیکھ کر ایک نیک سرشت آدمی بھی سر پیٹ لیتا۔"[29]

حکیم محمود احمد ظفر کے نزدیک یہ سب بیماریاں مرزا غلام احمد کو بچپن سے ہی تھیں۔ جیسا کہ انہوں نے حقیقۃ الوحی میں اقرار بھی کیا ہے کہ انہیں سر درد اور ذیابطیس کی بیماریاں شروع سے ہیں۔

باب سوم:　　مرزا قادیانی کا مذہب

حکیم محمود احمد ظفر نے تیسرے باب میں مرزا قادیانی کے مذہب کے حوالے سے گفتگو کی ہے۔اس باب میں مصنف نے مرزا قادیانی کے ملکۂ برطانیہ اور تخت برطانیہ کے ساتھ مرزا غلام احمد قادیانی کے تعلقات اوران کی حمایت میں کیے جانے والے اقدامات پر روشنی ڈالی ہے۔جیسا کہ انہوں نے اپنی کتاب میں لکھاہے کہ :مرزاصاحب نے ملکہ وکٹوریہ کے جشن جوبلی (جون ۱۸۹۷ء) کے موقع پر قادیان میں ایک عظیم الشان جلسہ کیا۔قادیانیوں کوانگریزوں کی وفاداری کی تلقین کی اور ساتھ ہی تحفہ قیصریہ کے نام سے ایک کتاب ڈپٹی کمشنر کے توسط سے ملکہ کو بیجی۔ڈپٹی کمشنر یا ملکہ نے کتاب کی رسید تک نہ بھیجی تو مرزاصاحب نے لکھا: تحفہ قیصریہ حضرت قیصرہ ہند دام اقبالہا کی خدمت میں بطور درویشانہ تحفہ کے ارسال کیا تھااور مجھے یقین تھا کہ اس کے جواب سے مجھے عزت دی جائے گی اورامید سے بڑھ کر میری سرفرازی کا موجب ہوگا مگر مجھے نہایت تعجب ہے کہ ایک کلمہ شاہانہ سے بھی ممنون نہیں کیا گیا۔لہذااس حسن ظن نے جو میں حضور سے رکھتا ہوں دوبارہ مجھے مجبور کیا کہ اس تحفہ قیصریہ کی طرف جنابہ محدوحہ کی توجہ دلاؤں اور شاہانہ منظوری کے چند الفاظ سے خوشی حاصل کروں۔[30]

اس عبارت میں مرزاصاحب نے خوشامد کی انتہا کردی کہ آستان شاہی سے تبسم ونگاہ کی بھیک مانگ رہے ہیں۔اس قسم کی تحریرات کی وجہ سے مرزابشیر الدین نے مندرجہ ذیل تبصرہ کیا تھا۔

مسیح موعود نے فخریہ لکھاہے کہ میری کوئی کتاب ایسی نہیں جس میں میں نے گورنمنٹ کی تائید نہ کی ہو۔مگر مجھے افسوس ہے کہ میں نے غیروں کو نہیں بلکہ احمدیوں کو یہ کہتے سنا ہے کہ ہمیں مسیح موعود کی ایسی تحریر میں پڑھ کر شرم آتی ہے۔[31]

مرزاغلام احمد قادیانی ملکہ برطانیہ کی محبت میں انتہا کے حریص تھے۔حکیم محمود احمد ظفر کے بقول انہوں نے اپنی نبوت کو ملکۂ برطانیہ کی پاک نیت کا نتیجہ قرار دیا ہے۔جیسا کہ روحانی خزائن میں درج ہے کہ

اے بابرکت قیصرہ ہند اتجھے یہ تیری عظمت اور نیک نامی مبارک ہو خدا کی نگاہیں اس ملک پر ہیں جس پر تیری نگاہیں ہیں۔خدا کی رحمت کا ہاتھ اس رعایا پر ہے جس پر تیرا ہاتھ ہے۔تیری ہی پاک نیتوں کی تحریک سے خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ تا کہ پرہیزگاری اور پاک اخلاق اور صلح کاری کی راہوں کو دوبارے دنیا میں قائم کروں'۔[32]

علاوہ ازیں اپنی اور کتابوں میں بھی مرزا صاحب نے انگریزوں سے اپنی وفاداری اور ملت اسلامیہ سے اپنی اور اپنے خاندان کی غداری کا مندرجہ بالا الفاظ سے ملتے جلتے الفاظ میں اظہار کیا ہے اور ہر ممکن طریق سے انگریزوں کو اپنی وفاداری کا یقین دلایا ہے اور بتایا ہے کہ میری بعثت کی وجہ صرف آپ ہیں کیونکہ آپ کی حکومت کو مستحکم کرنے کے لیے میں نے مسیح اور مہدی ہونے کا اعلان کیا ہے۔

تنسیخ جہاد

حکیم محمود احمد کے نزدیک مرزا صاحب نے اپنا نیا دین بنالیا تھا۔ انہوں نے جہاد کو منسوخ قرار دیا انگریزوں کے خلاف جہاد کو بغاوت کا نام دیا۔ ولیم ہنٹر کی سرکردگی میں جو سفارشاتی کمیٹی انگریزوں کی حکومت کو مستحکم (Established) کرنے کے لیے بنائی گئی تھی، اس کی سفارشات میں سے سب سے بڑی سفارش عقیدہ جہاد کی تنسیخ تھی۔ اس مسئلہ جہاد کی تنسیخ اور لوگوں کے اذہان سے اس کو نکالنے کے لیے مرزا صاحب کی خدمات کو انگریزوں نے خریدا تھا اور ان کی خود ساختہ نبوت کی پرورش اپنی نگرانی میں کی۔ انگریزوں کی انہی وفاشعاریوں کا نتیجہ تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے کھلم کھلا جہاد کے منسوخ ہونے کا اعلان کر دیا۔ حالانکہ جہاد اسلام کا وہ مقدس فریضہ ہے جس پر مسلمانوں اور اسلام کی بقا کا دارومدار ہے۔ شریعت اسلامیہ نے اسے قیامت تک اسلام اور عالم اسلام کی حفاظت اور اعلاء کلمۃ اللہ کا ذریعہ بنایا ہے۔ چنانچہ سرکار دوعالم ﷺ نے اپنے ایک ارشاد میں فریضہ جہاد کی ابدیت تا قیامت ظاہر فرمائی ہے۔ ارشاد فرمایا۔

لَنْ يَبْرَحَ هَذَا الدِّينُ قَائِمًا، يُقَاتِلُ عَلَيْهِ عِصَابَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ ۔[33]

یہ دین ہمیشہ قائم رہے گا اور مسلمانوں کی ایک جماعت قیامت تک جہاد کرتی رہے گی۔

ایک اور حدیث میں سرکار دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا

الجهاد ماض الى يوم القيامة۔[34]

جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریز سرکار کے مفاد کے تحفظ میں اور عالم اسلام کو ہمیشہ ان کے طوق غلامی میں باندھنے، مسلمانوں کی آزادی کو پابند سلاسل کرنے اور کافر حکومتوں کے زیر سایہ ان کو اپنی سیاسی اور مذہبی سازشوں کا شکار

بنانے کی خاطر نہایت شد و مد سے عقیدہ جہاد کی مخالفت کی اور نہ صرف بر صغیر بلکہ پورے عالم اسلام میں جہاں جہاں بھی اس کو ظاہری اور خفیہ سر گرمیوں کا موقع مل سکا، جہاد کے خلاف نہایت شدت سے پروپیگنڈا کیا گیا اور جہاد کو مسلمانوں کی نظروں میں نہایت اور مکروہ ناپسندیدہ مسئلہ ظاہر کیا گیا۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں: جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدت کو خدا تعالیٰ آہستہ آہستہ کم کرتا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں اس قدر شدت تھی کہ ایمان لانا بھی قتل سے بچا نہیں سکتا تھا۔ اور شیر خوار بچے بھی قتل کر دیے جاتے تھے۔ (حکیم صاحب کہتے ہیں کہ یہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پر بہت بڑا بہتان ہے) پھر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت بچوں، بڈھوں اور عورتوں کو قتل کرنا حرام کہا گیا۔ اور پھر بعض قوموں کے لیے بجائے ایمان صرف جزیہ دے کر مواخذہ دے نجات پانا قبول کیا گیا۔ اور پھر مسیح موعود کے وقت قطعا جہاد کا حکم موقوف کر دیا گیا۔[35]

اسی طرح روحانی خزائن میں ہی جہاد کو قطعا منسوخ کر دینے کا حکم صادر کر دیا۔ مرزا قادیانی نے جہاد کو خون ریز کارروائی اور وحشیانہ عمل قرار دیا۔ نیز ہر اس شخص کے لیے جو مرزا قادیانی کو مسیح موعود مانتا ہے، کے لیے لازم قرار دیا کہ وہ یہ عقیدہ رکھے کہ جہاد منسوخ ہو چکا ہے۔[36]

ایک مقام پر اپنے اشتہار میں انگریز قوم کے خلاف جہاد کو حرام قرار دیا ہے۔ اس سلسلہ میں مرزا قادیانی نے اس وقت کے رائج الوقت سکہ کے مطابق ایک ہزار روپے کی کتب بھی تقسیم کیں۔ جیسا کہ مجموعہ اشتہارات میں درج ہے کہ

> میں نے عربی اور فارسی میں بعض رسائل تالیف کر کے بلاد شام اور روم اور مصر اور بخارا وغیرہ کی طرف روانہ کیے اور ان میں اس گورنمنٹ کے تمام اوصاف حمیدہ درج کیے اور بخوبی ظاہر کر دیا کہ اس محسن گورنمنٹ کے ساتھ جہاد قطعاً حرام ہے۔ اور ہزار ہا روپیہ خرچ کر کے وہ کتابیں مفت تقسیم کیں۔[37]

قادیان کی اہمیت

قادیانی، اپنے مرزا غلام احمد کے شہر کو بہت متبرک اور اپنے رسول کے لیے خدا کا تخت سمجھتے ہیں۔ قصبہ قادیان جو اس وقت ہندوستان میں ہے، قادیانیوں کا مدینہ سمجھا جاتا ہے، جس کی قیمت ان کے لیے دنیا کی ہے ہر شے سے زیادہ ہے اور یہ صرف تقسیم ہی ان کی ناراضگی، سب سے بڑا سبب نہیں بلکہ اس بات کا سبب بھی ہے کہ وہ اس کی خاطر پاکستان کو ختم

کردیں۔ چنانچہ قادیانی آرگن الفضل نے لکھا ہے: قادیان کیا ہے؟ وہ خدا کے جلال اور اس کی قدرت کا چھکتا ہوا نشان ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلواۃ والسلام کے فرمودہ کے مطابق خدا کے رسول کی تخت گاہ ہے۔[38]

مکہ کی طرح اس کے شرف کو بھی قائم کرنے کے لیے ایک ایسے مکین کو منتخب کیا کہ جس کے نام سے دنیا واقف تھی۔ وہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب جری اللہ فی حلل الانبیاء ہیں، اس کا پاک وجود ہے۔[39]

ایک اور مقام پر قادیان کو مکہ اور مدینہ سے ملا دیا گیا ہے کہ یہاں بھی مکہ اور مدینہ والی برکات نازل ہوتی ہیں۔[40]

باب چہارم: مرزا قادیانی کی نبوت کے ارتقائی مراحل

یہ باب زیر بحث کتاب کا سب سے اہم باب ہے۔ اس باب میں حکیم محمود احمد نے مرزا غلام احمد قادیانی کے نبوت کا دعوی کرنے کے طریقہ کار کو واضح کیا ہے۔ حکیم محمود احمد ظفر نے اس باب میں مرزا قادیانی کے نبوت کا دعوی کرنے کے مراحل کا ترتیب وار جائزہ لیا ہے اور ان کے دعوئ نبوت کے ارتقائی مراحل کا تذکرہ کیا ہے۔ حکیم محمود احمد ظفر کہتے ہیں کہ ۱۸۹ء تک مرزا صاحب کا دعوی صرف مبلغ اسلام اور مجدد ہونے کا تھا، لیکن براہین احمدیہ کی اشاعت کے وقت ہی علماء نے محسوس کر لیا تھا کہ یہ شخص کسی روز نبوت کا دعوی کرے گا۔ چنانچہ ۱۸۹۰ء تک بقول مرزا بشیر احمد، مرزا غلام احمد قادیانی یہ کہتے رہے کہ مجھے اصلاح خلق کے لیے مسیح ناصری کے رنگ میں قائم کیا گیا ہے۔ اور مجھے مسیح سے مماثلت ہے۔ لیکن ۱۸۹۱ء میں حکیم نور الدین نے ایک خط کے ذریعے یہ مشورہ دیا کہ وہ مسیح موعود ہونے کا دعوی کریں۔ چنانچہ اس مشورہ پر عمل کرتے ہوئے مرزا صاحب نے اپنے پہلے دعویٰ میں تبدیلی کرنی شروع کر دی۔ پہلے آپ کا عقیدہ تھا کہ مسیح ناصری ہی دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے اور ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔ لیکن اب یہ کہنا شروع کیا۔ اس نزول سے مراد در حقیقت مسیح ابن مریم کا نزول نہیں ہے بلکہ استعارہ کے طور پر ایک مثل مسیح کے آنے کی خبر دی گئی ہے جس کا مصداق حسب اعلام والہام الہی یہی عاجز ہے۔[41]

حکیم صاحب نے اس خط کا جواب مرزا صاحب نے ۲۴ جنوری ۱۸۹۱ء میں کچھ یوں دیا: جو کچھ آں مخدوم نے تحریر فرمایا ہے کہ اگر دمشقی حدیث کے مصداق کو علیحدہ چھوڑ کر الگ مثیل مسیح کا دعوئ ظاہر کیا جائے تو اس میں حرج کیا ہے؟ در حقیقت اس عاجز کو مثیل مسیح بننے کی کچھ حاجت نہیں، لیکن یہ بننا چاہتا ہے کہ خدا تعالی اپنے عاجز اور مطیع بندوں میں داخل کر لیوے، لیکن ہم ابتلاء سے کسی طرح بھاگ نہیں سکتے۔ خدا تعالی نے ترقیات کا ذریعہ صرف ابتلاء ہی کو رکھا ہے۔[42]

حکیم نور الدین کے اس خط سے معلوم ہوتا ہے کہ اس تحریک کا فکری سرچشمہ اور اصل مجوز و مصنف حکیم صاحب تھے۔ لیکن اس مشورہ کے حقیقی اسباب و محرکات کیا تھے؟ اس کے بارے میں ہم پورے وثوق کے ساتھ کسی ایک چیز کا تعین نہیں کر سکتے لیکن انبیاء کا معاملہ ان خارجی تحریکات اور مشوروں سے بالکل الگ ہوتا ہے۔ بلکہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے منتخب ہو کر آتے ہیں نہ کہ مشوروں اور دعوؤں سے بنتے ہیں۔ اگرچہ مرزا صاحب نے حکیم صاحب کے مشورہ کو قبول کرنے سے ظاہری طور پر معذرت کر دی۔ لیکن ۱۸۹۱ء میں اپنی تصنیف 'فتح اسلام' میں آپ نے آخر مثیل مسیح اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کر ہی دیا۔ "اشتہار" میں لکھتے ہیں:

"مجھے مسیح ابن مریم ہونے کا دعویٰ نہیں اور نہ میں تناسخ کا قائل ہوں بلکہ مجھے تو فقط مثیل ہونے کا دعویٰ ہے جس طرح محدثیت نبوت کے مشابہ ہے ایسا ہی میری روحانی حالت مسیح ابن مریم کی روحانی حالت سے مشابہت رکھتی ہے۔[43]

حکیم محمود احمد ظفر کی کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قادیانیوں میں اس حوالے سے بہت الجھن پائی جاتی ہے کہ مرزا قادیانی مسیح موعود ہیں یا مثیل مسیح۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے اک مقام پر اپنے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور دوسری جگہ یہی کہا ہے کہ اگر کوئی مجھے مسیح موعود کہے تو وہ مفتری اور کذاب ہے۔

اپنے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ مرزا قادیانی نے یوں کیا ہے: "مجھے اس خدا کی قسم جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افترا کرنا لعنتیوں کا کام ہے کہ اس نے مسیح موعود بنا کر بھیجا ہے۔"[44]

تحفہ گولڑیہ میں دعویٰ کیا ہے کہ "میرا دعویٰ ہے کہ میں وہ مسیح موعود ہوں جس کے بارے میں خدا تعالیٰ کی تمام کتابوں میں پیشگوئیاں ہیں۔"[45]

ازالہ اوہام میں پہلے یہ دعویٰ کیا ہے "اب جو امر کہ خدا تعالیٰ نے میرے پر منکشف کیا ہے، وہ یہ ہے کہ وہ مسیح موعود میں ہی ہوں۔"[46]

اور پھر آگے چل کر خود ہی اس کی نفی کر دی کہ وہ مسیح موعود نہیں ہیں۔ اس مقصد کے لیے کتاب میں اپنے دعویٰ مسیح موعود کو ثابت کرنے کے لیے ۱۹۱ صفحات تحریر کیے۔ لیکن چند صفحے بعد خود ہی لکھتے ہیں: اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں، یہ کوئی نیا دعویٰ نہیں۔ میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا

کہ میں مسیح ابن مریم ہوں، جو شخص یہ الزام مجھ پر لگادے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے۔ بلکہ میری طرف سے عرصہ سات آٹھ سال سے برابر یہی شائع ہو رہا ہے کہ میں مثیل مسیح ہوں یعنی حضرت عیسی کے بعض روحانی خواص طبع اور عادات اور اخلاق وغیرہ کے خدا تعالی نے میری فطرت میں بھی رکھے ہیں'۔ 47

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب براہین احمدیہ اور ازالہ اوہام میں کئی متناقض باتیں کی ہیں، حالانکہ ان کا اپنا کہنا ہے کہ "ظاہر ہے کہ ایک دل سے دو متناقض باتیں نہیں نکل سکتیں۔ کیونکہ ایسے طریق سے یا انسان پاگل کہلاتا ہے یا منافق۔"48

نبوت کا دعوی

مجدد محدث، مہدی، مثیل مسیح، مسیح ابن مریم کے درجہ بدرجہ دعوؤں کے بعد بالآخر مرزا صاحب نے نبوت کا دعوی کیا اور عوام کو مغالطوں میں ڈالنے کے لیے کبھی امتی نبی، کبھی غیر تشریعی نبی اور کبھی تشریعی نبی ہونے کے ڈھونگ رچاتے رہے۔ وہ اصل میں کیا ہے؟ شاید خود بھی پتہ نہیں کیونکہ انھوں نے اپنی کتابوں میں اس قدر دعوے کیے ہیں کہ عام آدمی ان کے تناقضات کے تناظر میں ان کی اصل حقیقت کو جاننے سے قاصر ہے۔ چنانچہ ایک شخص کے سوال پر کہ آپ کی عبارتوں تناقض نظر آتا ہے کہ کہیں آپ اپنے کو "غیر نبی" لکھتے ہیں اور کہیں "مسیح سے تمام شان میں بڑھ" کر قرار دیتے ہیں ؟اس کی کیا وجہ ہے۔ مرزا نے اس کا جواب دیتے ہوئے لکھا کہ

> "اس بات کو توجہ کر کے سمجھ لو کہ یہ اسی قسم کا تناقض ہے کہ جیسے براہین احمدیہ میں میں نے یہ لکھا تھا کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا، مگر بعد میں یہ لکھا کہ آنے وال مسیح میں ہی ہوں۔ اس تناقض کا بھی یہی سبب تھا کہ اگرچہ خدا تعالی نے براہین احمدیہ میں میرا نام عیسی رکھا اور یہ بھی مجھے فرمایا کہ تیرے آنے کی خبر خدا اور رسول نے دی تھی، مگر چونکہ ایک گروہ مسلمانوں کا اس اعتقاد پر جما ہوا تھا اور میرا بھی یہی اعتقاد تھا کہ حضرت عیسی آسمان پر سے نازل ہوں گے، اس لیے میں نے خدا کی وحی کو ظاہر پر حمل کرنا نہ چاہا بلکہ اس وحی کی تاویل کی اور اپنا اعتقاد وہی رکھا جو عام مسلمانوں کا تھا اور اسی کو براہین احمدیہ میں شائع کیا۔"49

حکیم محمود اس پر اپنے خیالات کا یوں اظہار کرتے ہیں گویا مرزا صاحب کو پہلے خود بھی اپنی بھی پر اعتماد اور اعتبار نہ تھا اور وہ اللہ تعالیٰ کی وحی کے بعد ایک ایسے عقیدے پر قائم رہے جس کو بعد میں انھوں نے شرک عظیم کہا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ دعویٰ نبوت سے پہلے مرزا صاحب مشرک اعظم تھے۔[50]

اس کے بعد مرزا صاحب نے مزید ترقی کی اور خود کو عین محمد قرار دے دیا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ لوگ مہدی کے بعد مسیح اور مسیح کے بعد اب میرے دعویٰ نبوت کو بھی برداشت کر گئے ہیں تو انہوں نے یہ دعویٰ بھی کر دیا کہ وہ نہ صرف نبی ہیں بلکہ محمد اور احمد ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب نزول المسیح میں لکھا کہ

"میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے۔"[51]

اسی طرح اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں بھی خود کو ظلی طور پر احمد اور محمد قرار دیا۔ لکھتے ہیں:

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا مظہر اتم ہوں یعنی میں ظلی طور پر محمد اور احمد ہوں۔"[52]

مرزا بشیر الدین محمود نے لکھا ہے کہ "ادھر بچہ پیدا ہوتا ہے اور اس کے کان میں اذان دی جاتی ہے اور شروع میں ہی اس کو خدا اور خدا کے رسول پاک کا نام سنایا جاتا ہے۔ بعینہ یہ بات میرے ساتھ ہوئی۔ میں ابھی احمدیت میں بطور بچہ ہی کے تھا جو میرے کانوں میں یہ آواز پڑی "مسیح موعود محمد است و عین محمد است۔"[53]

مرزا غلام احمد نے اس کے علاوہ بھی کئی دعوے کیے ہیں جن میں "خاتم النبیین"، "رحمۃ للعالمین"، "ظلی اور بروزی نبی" اور دیگر شامل ہیں۔ اس کے علاوہ قادیانیوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطابات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے القابات مرزا قادیانی کو دے کر قرآن مجید کی ہر آیت کا مصداق مرزا قادیانی کو بنا دیا۔ مختصر یہ کہ اس باب میں حکیم محمود احمد ظفر نے قادیانیت کے نبوت کے حوالے سے تمام عقائد اور ان کے نظریات کو جمع کر دیا ہے۔ قاری اس باب کو پڑھ کر قادیانیت کے بارے میں بہت مفید معلومات حاصل کر سکتا ہے۔

باب پنجم: مرزا قادیانی اور اس کی پیش گوئیاں

اس باب میں مصنف نے مرزا غلام احمد قادیانی کی اپنے بارے میں اور دوسروں کے بارے میں کی گئی بارہ پیش گوئیوں کا ذکر کیا ہے۔ حکیم محمود احمد نے ان پیش گوئیوں کی قلعی کھول کر رکھ دی ہے۔

حکیم محمود نے مرزا قادیانی کی پیش گوئیوں کو مضحکہ خیز قرار دیا ہے۔ان ہی کے بقول مرزا صاحب کی مضحکہ خیز عبارت ملاحظہ ہو۔

کئی مرتبہ زلزلوں سے پہلے اخباروں میں میری طرف سے شائع ہو چکا ہے کہ دنیا میں بڑے بڑے زلزلے آئیں گے یہاں تک کہ زمین زیر وزبر ہو جائے گی۔ پس وہ زارلے سان فرانسسکو اور فارموسا وغیرہ میں میری پیشگوئی کے مطابق آئے۔[54]

ملاحظہ فرمائیے کہ سان فرانسکواور فارموسا کے زلزلوں کا مرزا صاحب سے کیا تعلق؟ پھر جو پیشگوئی کی اس میں یہ نہیں بتایا کہ یہ زلزلے کب آئیں گے؟ یہ تو حدیث میں بھی ہے کہ قرب قیامت میں بہت زارلے آئیں گے۔اب اگر مرزا صاحب نے یہ کہہ دیا کہ زمین پر زلزلے آئیں یا دنیا میں زلرلے آئیں گے تو یہ کیسی پیشگوئی ہوئی؟

ایسے ہی حکیم محمود نے باقی تمام پیش گوئیوں کے بارے میں بھی ماہرانہ تبصرہ کرتے ہوئے انہیں ہفوات اور باطل قرار دیا ہے۔

باب ششم: کذبات مرزا

اس باب میں حکیم محمود نے مرزا غلام احمد کے چھبیس جھوٹ بیان کیے ہیں اوران کی بناپر مرزا صاحب کو کذاب قرار دیا ہے۔ان میں سے ایک جھوٹ جو مرزا قادیانی نے اپنی کتاب کشتی نوح میں لکھا ہے:

"یادرہے کہ قرآن شریف میں بلکہ تورات کے بعض صحیفوں میں بھی یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی۔"[55]

حکیم محمود احمد ظفر اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ "قرآن کریم کی الحمد سے لے کر والناس تک پڑھ جائیے، کسی بھی آیت میں بھی نہیں ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی۔اگر کسی آیت میں ہے تو دنیا بھر کے مرزائی اکٹھے ہو کر وہ آیت بتادیں۔[56]

اسی انداز میں عقلی اور نقلی دلائل کی روشنی میں حکیم محمود نے مرزا قادیانی کے جھوٹوں کا پردہ فاش کیا ہے۔

باب ہفتم: مغلظات مرزا

یہ وہ باب ہے جس میں مرزا غلام احمد قادیانی کے بکواسات اور مغلظات کا ذکر کیا گیا ہے۔ مرزا صاحب نے سیدتنا مریم، سیدنا مسیح علیہما السلام، عام مسلمانوں، پیر مہر علی شاہ، میاں نذیر سمیت دیگر کئی علماء کو گالیاں دی ہیں۔ مثلاً عام مسلمانوں کو وہ یوں گالیاں دیا کرتے تھے کہ

> تلك كتب ينظر اليها كل مسلم بعين المحبة و المؤدة و ينتفع من معارفها و يقبلني و يصدق دعوتي إلا ذرية البغايا، الذين ختم الله على قلوبهم فهم لا يقبلون۔[57]

> میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت اور مودت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور ان کے معارف سے بہرہ اندوز ہوتا اور فائدہ اٹھاتا ہے، اور مجھے قبول کرتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے سوائے کنجریوں کی اولاد کے، کہ ان کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر لگا دی اور وہ ہرگز قبول نہیں کریں گے۔

ایسے ہی دیگر لوگوں کے لیے وہ خبیث، حرامی، بازاری عورتوں کی اولاد اور ذریعۃ البغایا اور ایسے الفاظ عام استعمال کرتے رہتے ہیں۔

باب ہشتم: الہامات مرزا

اس باب میں مرزا غلام احمد کے الہامات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ حسب روایت حکیم محمود نے مرزا کے الہامات کی عقلی اور نقلی دلائل کی روشنی میں قلعی کھول کر رکھ دی ہے۔ حکیم محمود نے بہت عمدہ نکتہ اٹھایا ہے کہ

> مرزا صاحب کے زیادہ تر الہامات عربی زبان میں ہیں حالانکہ مرزا صاحب کے مخاطبین میں سے عربی جاننے والے ہزار میں دو بھی نہیں تھے۔[58]

باب نہم: تضادات مرزا

حکیم محمود کے بقول مرزا غلام احمد قادیانی کے جھوٹے ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ ان کی باتوں میں تضاد پایا جاتا ہے۔ اور ان کا اپنا یہ فیصلہ ہے کہ نبی کے کلام میں تضاد نہیں ہوتا۔ مثال کے طور پر ایک یہ ہے کہ کہیں تو یہ لکھا کہ میری قوم مغل برلاس" ہے لیکن پھر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث کا اپنے کو مصداق بنانے کے لیے اپنے

بارے میں لکھ دیا۔ عرصہ سترہ یا اٹھارہ برس کا ہوا کہ خدا تعالی کے متواتر الہامات سے مجھے معلوم ہوا تھا کہ میرے دادا قاری الاصل ہیں۔ پھر اپنے کو عیسی ابن مریم ثابت کرنے کے لیے اپنے کو "اسرائیلی" بنا دیا۔ حدیث میں آتا ہے کہ امام مہدی سید و فاطمہ رضی اللہ عنھا کی اولاد میں سے ہوں گے۔ اب چونکہ اپنے کو امام مہدی بھی بنانا تھا۔ لہذا یہ لکھا کہ میں فاطمی بھی ہوں۔ ایک جگہ پر لکھ دیا کہ میرے بزرگ چینی حدود سے پنجاب میں پہنچے تھے۔[59]

یہ چند ایک تضادات ہیں جو مرزا صاحب کی کتابوں سے مصنف نے نقل کیے ہیں، وگرنہ اس قسم کے سینکڑوں تضادات ان کی کتابوں میں سے اکھٹے کیے جا سکتے ہیں۔ دراصل بات یہ ہے کہ مرزا صاحب کی پوری زندگی اضداد کا مجموعی تھی۔ چونکہ وہ آہستہ آہستہ اپنے عقائد و نظریات بدلتے رہتے تھے۔ اس وجہ سے ان کی تحریرات مجموعہ اضداد تھیں اور تناقضات کا ایک انبار ان کی کتابوں میں موجود ہے۔ اس وجہ سے آغا شورش کاشمیری مرحوم نے ایک دفعہ لکھا تھا۔

"آزاد نظم اور مرزا قادیانی کی نبوت دونوں میری سمجھ سے بالا تر ہیں۔"[60]

خلاصہ بحث

من الحیث المجموع زیر تبصرہ کتاب قادیانیت کے موضوع پر ایک انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے۔ حکیم محمود نے مختصر مگر جامع انداز میں قادیانیت کے حوالے سے تمام معلومات جمع کر دی ہیں۔ اس کتاب میں مرزا قادیانی کے خاندانی پس منظر سے لے کر ان کے دعوی نبوت تک کے تمام حالات اور واقعات کو مدلل اور باحوالہ پیش کیا گیا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے الہامات، جھوٹوں اور کذبات کا پردہ فاش کیا گیا ہے۔ ان کی پیش گوئیوں کی حقیقت کو عقلی اور نقلی دلائل کی روشنی میں کھول کر رکھ دیا گیا ہے۔ مرزا صاحب کے اپنے بیانات میں پائے جانے والے تضادات کو بھی کامیابی سے واضح کیا گیا ہے۔ مختصر یہ کہ یہ کتاب لائق مطالعہ اور قابل ستائش ہے۔

حوالہ جات وحواشی

[1]۔ حکیم محمود احمد ظفر، قادیانیت: نبوت محمدی کے خلاف بغاوت، دار النوادر، ۲۰۱۲ء، ص ۳۰

Hakeem Mahmood Ahmad Zafar, Qadianism: A Revolt Against Muhammadan Prophethood, Dar al-Wadr, 2012

[2]۔ الفضل، قادیان، ۳۰ جولائی ۱۹۳۱ء

Al-Fazl, Qadian, July 1931

[3]۔ قادیانی، مرزا غلام احمد، حقیقۃ الوحی، ص ۲۶۷
Qadiani, Mirza Ghulam Ahmad, Haqiqat al-Wahi, p:267

[4]۔ حکیم محمود احمد ظفر، قادیانیت، ص ۲۳۷
Hakeem Mahmood Ahmad Zafar, Qadianiat, P:237

[5]۔ مرزا بشیر الدین محمود، سیرۃ المہدی، حصہ دوم، ص ۴۷
Mirza Bashir Al-Din Mahmud, Sirat al-Mahdi, Part II, P:47

[6]۔ الفضل، قادیان، جلد، ۷۲۴۵ مورخہ ۹ مارچ ۱۹۱۸ء
Al-Fazl, Qadian, Volume, 7245, March 9, 1918

[7]۔ حکیم محمود احمد ظفر، قادیانیت، ص ۳۱۸
Hakeem Mahmood Ahmad Zafar, Qadianiat, P:318

[8]۔ قادیانی، مرزا غلام احمد، تذکرۃ الشہادتین، ص ۳۴
Qadiani, Mirza Ghulam Ahmad, Tazkirat al-Shahadtin, P:34

[9]۔ حکیم محمود احمد ظفر، قادیانیت، ص ۳۶۳
Hakeem Mahmood Ahmad Zafar, Qadianiat, P:363

[10]۔ حکیم محمود احمد، قادیانیت، ص ۳۲
Hakeem Mahmood Ahmad Zafar, Qadianiat, P:32

[11]۔ سورہ الاعراف، ۷:۱۵۸ Surah Al-Araf, 7:158

[12]۔ حکیم محمود احمد، قادیانیت، ص ۳۳
Hakeem Mahmood Ahmad Zafar, Qadianiat, P:33

[13]۔ سورہ الاحزاب ۳۳:۴۰ Surah Al-Ahzab, 33:40

[14]۔ حکیم محمود احمد ظفر، قادیانیت، ص ۳۵
Hakeem Mahmood Ahmad Zafar, Qadianiat, P:35

[15]۔ مرزا غلام احمد قادیانی، ازالہ اوہام کلاں، ص ۳۱۰
Mirza Ghulam Ahmad Qadiani, Izalaoham Kalan, P:310

[16]۔ مرزا غلام احمد قادیانی، اشتہار، ۱۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء، ص ا بحوالہ قادیانیت
Mirza Ghulam Ahmad Qadiani, Advertisement, October 2, 1891, , with reference to Qadiyanism

17۔اشتہار: ۸اکتوبر۱۸۹۱ء Advertisement: 8 October 1891

18۔بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، ج۲، ص۱۰۳۵

AlBukhari, Muhammad bin Ismail, Al-Jama'i al-Sahih, vol. 2, P:1035

19۔حکیم محمود احمد، قادیانیت، ص۵۴

Hakeem Mahmood Ahmad, Qadianiat, P:54

20۔غلام احمد قادیانی، کتاب البریہ، ص۱۵۴

Ghulam Ahmed Qadiani, Kitab al-Bariya, P:154

21۔ایضا، بحوالہ قادیانیت: ص۶۴

Ibid, with reference to Qadianiat, P;64

22۔قادیانی، مرزا غلام احمد، کتاب اربعین، ص۳۳(حاشیہ)

Qadiani, Mirza Ghulam Ahmad, Kitab Arbaeen, P:33 (margin)

23۔روحانی خزائن، ج۱۳، ص۱۶۵ Ruhani Khazain, vol 13, P:165

24۔روحانی خزائن جلد۱۳، ص: ۱۷۸تا۱۸۰

Ruhani Khazain, vol 13, P: 178 -180

25۔حکیم محمود احمد، قادیانیت، ص۶۸

Hakeem Mahmood Ahmad, Qadianiat, P:68

26۔مرزا بشیر الدین محمود، سیرۃ المہدی، حصہ اول ص۳۴

Mirza Bashir Al-Din Mahmud,Seerat-Ul-Mahdi, Part I, P:32

27۔حکیم محمود احمد ظفر، قادیانیت، ص۷۲

Hakeem Mahmood Ahmad Zafar, Qadianiat, P:72

28۔جلال الدین شمس قادیانی، منکرین خلافت کا انجام، ص۹۲

Jalaluddin Al-Shams Qadiani, The establishment of the Caliphate, P:92

29۔مرزا بشیر الدین محمود، سیرۃ المہدی، حصہ اول ص۱۲۶

Mirza Bashir Al-Din Mahmud,Seerat-Ul-Mahdi, Part I, P:126

30۔محمود احمد ظفر، قادیانیت، ص۱۱۷ بحوالہ ستارہ قیصریہ، ص۲

Mahmood Ahmad Zafar, Qadianiat, P:117 with refrence to Sitara Qaisria, P:2

31۔اخبار الفضل قادیان، ۷جولائی ۱۹۳۲ء Al-Fazl, Qaadiyan,7 July 1932

[32]۔روحانی خزائن، جلد ٦، ص ۱۱۹، ۱۲۰ Ruhani Khazain, vol 6, P:119-120

[33]۔القشیری، مسلم بن حجاج، الجامع المسند الصحیح، باب: قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج ۳، ص ۱۵۲۴، رقم الحدیث: 1922

Al-Qashiri, Muslim Ibn Hajjaj, Al-Jama Al- Musand Chapter: Sayings of the Prophet, may God bless him and grant him peace, Vol.3,P:1523, Hadith:1922

[34]۔ابو عوانہ، یعقوب بن اسحاق بن ابراھیم النیسابوری (المتوفی: 316ھ)، مستخرج أبي عوانة، باب: بیان اثبات الجھاد، دار المعرفة بیروت، ج ۴، ص ۵۰۵

Abu Awana, Yaqub bin Ishaq bin Ibrahim Al-Nisaburi (Al-Tuon: 31)Mustakhrij Abi Awana, Chapter: Bayan Akhtaan al-Jihad, Dar al-Marfa'a Beirut, vol. 4, P:505

[35]۔روحانی خزائن، ج ۷، ص ۴۴۳ Ruhani Khazain, vol 7, P:443

[36]۔ایضا، ج ۷، ص ۲۹ Ibid, V:7, P:29

[37]۔ مجموعہ اشتہارات، معرفت الہ دین دفتر سکندر آباد، س ن، ج ۱ ص ۱۲۷

Mujamua Ashtaharat, Marifat Alah Din,Office Sikandarabad,vol:, P:127

[38]۔اخبار الفضل قادیان، ۱۲ دسمبر ۱۹۳۹ء Al-Fazl, Qaadiyan,12 December 1939

[39]۔اخبار الفضل قادیان، ۱۷ نومبر ۱۹۴۴ء Al-Fazl, Qaadiyan, 17 November 1944

[40]۔ارشاد خلیفہ قادیان، مندرجہ الفضل قادیان، ۳ جنوری ۱۹۲۵ء

Rshad Khalifa Qadian Mandirjah al-Fazl Qadian 3 Jan1925

[41]۔ حکیم محمود احمد، قادیانیت، ص ۱۷۵

Hakeem Mahmood Ahmad, Qadianiat, P:175

[42]۔ حکیم نور الدین، مکتوبات احمدیہ، عبد العظیم تاجر کتب قادیان، س ن، ج ۵، ص ۸۵

Hakeem Naur-Al-din, Maktobat Ahmadiyya, Abdul Azim Tajir Kitab Qadian, vol. 5, P: 85

[43]۔اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی مندرجہ تبلیغ ورسالت ج ۲، ص ۲۱

Advertisement Mirza Ghulam Ahmad Qadiani,Tabilgh Rasalt,Vol. 2, P:21

[44]۔ایک غلطی کا ازالہ، مندرجہ تبلیغ رسالت، ج ۱۰

Ek Ghalati ka izalah, Mirza Ghulam Ahmad Qadiani Tabligh Risalat, Vol.10

[45]۔ قادیانی، مرزا غلام احمد، تحفہ گولڑیہ، ص ۱۹۵

Qadiani Mirza Ghulam Ahmad, Gift of Goldia, P:195

[46]۔ قادیانی، مرزا غلام احمد، ازالہ اوہام، ج ۱۷، طبع دوم
Qadiani Mirza Ghulam Ahmad, Azalah Oham,Vol.17

[47]۔ایضا Ibid

[48]۔ قادیانی، مرزا غلام احمد، ست بچن، ص ۳۱
Qadiani, Mirza Ghulam Ahmad,St Bachan P.31

[49]۔ قادیانی، مرزا غلام احمد، حقیقۃالوحی، س ن، ص ۱۴۹
Qadiani Mirza Ghulam Ahmad, Haqiqatulvahi,P:149

[50]۔ حکیم محمود احمد ظفر، قادیانیت، ص ۱۸۲
Hakeem Mahmood Ahmad, Qadianiat, P:182

[51]۔ قادیانی، مرزا غلام احمد، نزول المسیح، عبدالعظیم تاجر کتب قادیان، س ن، ص ۳
Qadiani, Mirza Ghulam Ahmad, Nuzool al Masih, Abdul Azeem, Tajar Kutab, P:3

[52]۔ قادیانی، مرزا غلام احمد، حاشیہ حقیقۃالوحی، ص ۷۳
Qadiani, Mirza Ghulam Ahmad, Margin, Haqeeqat ul Wahi, P:73

[53]۔الفضل قادیان، ۷ اگست ۱۹۱۵ء Al-Fazal Qadian, 7 August 1915

[54]۔حقیقۃالوحی، ص ۲۶۷ Haqeeqat ul Wahi, P:267

[55]۔غلام احمد قادیانی، کشتی نوح، ص ۵
Ghulam Ahmed Qadiani, Kishti-e-Nooh, P:5

[56]۔ حکیم محمود، قادیانیت، ص ۳۵۵ Hakeem Mahmood Ahmad, Qadianiat, P:355

[57]۔ قادیانی، مرزا غلام احمد، آئینہ کمالات اسلام، ص ۵۴۷
Qadiani Mirza Ghulam Ahmad,Aainaa-e-Kamalaat-e-Islam,P:547

[58]۔ حکیم محمود، قادیانیت، ص ۴۱۴ Hakeem Mahmood Ahmad, Qadianiat, P:414

[59]۔ حکیم محمود، قادیانیت، ص ۴۲۷ Hakeem Mahmood Ahmad, Qadianiat, P:427

[60]۔بحوالہ حکیم محمود احمد ظفر، قادیانیت، ص ۲۳۸
With reference to Hakeem Mahmood Ahmad, Qadianiat, P:1238